357/31/01/16

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ نگار: فضل الرحمان تمنا

نگراں : پروفیسر عراق رضا زیدی

شعبۂ فارسی

جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی ۔ ۲۵

عنوان: اے کریٹیکل اسٹڈی آف دی رباعیاتِ قوسؔ حمزہ پوری

فارسی زبان ایک شیریں، دلکش اور عرفانی زبان ہے ۔ جو کلاسیکی ادبیات کے بیش بہا خزانوں سے مالا مال ہے ۔ بالمقابل اس کے دوسری زبانوں کو یہ اہمیت حاصل نہیں ہے ۔ جس کی ایک خاص وجہ فارسی زبان وادب کا اخلاقی، عرفانی اور برابری و برادری کے احساس سے پُر مضامین پر مبنی ہونا ہے ۔

فارسی زبان کے ذریعہ ہند وایران کے رشتوں کو مضبوطی ملی ۔ فارسی زبان وادب نے ہندوستانی ادب کو بھی خوب متاثر کیا ہے ۔ سرزمین ہند، عہد وسطیٰ میں طویل عرصہ تک فارسی زبان وادب کا گہوارہ رہی ہے ۔ یہاں کی تہذیب و ثقافت پر اس زبان کے گہرے نقوش ملتے ہیں ۔ زمانہ قدیم میں انگریزوں کی حکومت سے پہلے تک یہ سرکاری زبان تھی، جسکی وجہ سے اسے سلاطین اور امراء کی سرپرستی حاصل رہی ۔ اس وجہ سے ایرانی اور افغانی ادباء، شعراء اور علماء جوق در جوق ہندوستانی بادشاہوں کے دربار میں تشریف لائے ۔ جسکی وجہ سے مدرسوں، خانقاہوں اور کتب خانوں کی بنیادیں پڑیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان میں فارسی زبان وادب کے کتنے ہی عظیم مراکز وجود میں آ گئے ۔ ایسے ہی مراکز میں کشمیر، پنجاب، دہلی، گجرات، حیدرآباد، اتر پردیش، بنگال اور بہار وغیرہ شامل ہیں ۔

ہندوستان میں فارسی کے چند اہم مراکز میں سے ایک مرکز بہار بھی رہا ہے ۔ جہاں عبدالقادر بیدلؔ اور شادؔ عظیم آبادی جیسے شاعر پیدا ہوئے ہیں ۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ساتھ فارسی بھی رو بہ زوال ہونے لگی اور فارسی کی جگہ اردو کا بول بالا ہونے لگا تو فارسی کے ادیبوں اور شاعروں نے اپنے قلم کی جولانیاں تیز کر دیں ۔ اسطرح ۱۹ویں صدی میں فارسی ادب کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ سامنے آیا، یہی وہ دور ہے جب بہار میں فارسی کے ادیب اور شاعر اپنی میراث کو بچانے کی جدوجہد میں سرگرداں نظر آتے ہیں، یہاں تک کہ ۲۰ویں صدی میں بھی شادؔ عظیم آبادی، قوسؔ حمزہ پوری اور جمیلؔ مظہری جیسے شاعر فارسی میں شاعری کرتے نظر آتے ہیں ۔ اس عہد میں فارسی زبان وادب کا چراغ ٹمٹمانے لگا تھا،

شعلہ کی آخری لو بھڑک اٹھنے والی تھی اور ہر طرف اردو کا بول بالا ہو چکا تھا۔ آزادی سے قبل ہی حکومت کے سارے کام اردو میں انجام دئے جانے لگے تھے۔ اس کے باوجود بھی اردو کے شاعر اردو کے ساتھ ساتھ فارسی کو بھی نوازرہے تھے۔

بہار کے اکثر قصبوں میں فارسی ادب کے عام چرچے رہے ہیں ان قصبوں میں شاعر اور ادیب بھی پیدا ہوئے، جن سے ان قصبوں کی پہچان ہوئی ایسے ہی مردم خیز قصبات میں سے ایک قصبہ شیر گھاٹی کے نام سے مشہور ہوا جو شہر گیا سے بجانب جنوب ۳۲ کیلومیٹر کے فاصلے پر آباد ہے۔۔ یہ قصبہ ہمیشہ شعر وادب کی آماجگاہ رہا ہے۔ اسی شیر گھاٹی کا مشہور ومعروف محلّہ حمزہ پور ہے۔ اس محلے کی بنیاد موجودہ سادات کرام کے بزرگ سید شاہ عرب نے ڈالی تھی۔ قوس حمزہ پوری کا تعلق بھی سادات کے اسی گھرانے سے ہے اور یہاں کی ادبی وشعری فضا میں ان کی پرورش ہوئی ہے۔

قوس حمزہ پوری نے فارسی اصناف سخن، غزل، قصیدہ اور رباعی پر طبع آزمائی کی ہے۔ رباعی ان کی پسندیدہ صنف سخن ہے۔ قوس کا کلام ''سبک ہندی'' کی نمائندگی کرنے کے باوجود ''سبک خراسانی'' اور ''سبک عراقی'' سے ملتا جلتا ہے جس میں سادگی اور شگفتگی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنی زبان وادب کے ذریعے فارسی زبان وادب کی کافی خدمت کی ہے۔ جس کے تحت ان کی کتابیں قوس قزح، رباعیات قوس، گوہر شاہوار رباعیات اور سخن معتبر وغیرہ فارسی ادب کا سرمایہ بن چکی ہیں۔ ان کی رباعیوں میں وہ تمام مضامین ملتے ہیں جن پر فارسی رباعی کی اساس قائم ہے یعنی اخلاقی، عرفانی، سماجی غرض کہ زندگی کے ہر پہلو سے متعلق مضامین پائے جاتے ہیں۔ قوس حمزہ پوری کی رباعی کا ایک نمونہ ملاحظہ کیجئے جس میں انسان کو ہمیشہ انصاف کی راہ پر گامزن رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور خود بھی چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بسیار مذاهب اند بر روی زمین
هر مشربی را جداست رسم و آئین
آنان که خلاف دین تو راه روند
هم باایشان خلوص بنمای، نه کین

اسی طرح کے بہت سے نمونے ان کی رباعیوں میں موجود ہیں۔ ان کی رباعیاں اپنے زمانے کی عکاسی کرتے ہوئے فارسی زبان وادب کا ایک اہم سرمایہ ہیں۔

رباعی گوئی ایک مشکل مگر کارآمد صنف سخن ہے جسے قوس نے بخوبی نبھایا ہے۔ فارسی کے رباعی گو شعرا میں ان کا اہم مقام ہونا چاہئے خصوصاً ہندوستان میں سرمد شہید کے بعد ان سے بہتر کوئی رباعی گو نظر نہیں آتا۔